Dr. Rizwana Perween

R.N College Hajipur Vaishali

B.A Part - I

Paper - Ist

Date - 20.08.2020

Time ; 4:20 P.M

Topic - Kuch Zoq ke bare me.

— α —

خاقانیٔ ہند

شیخ محمد ابراہیم ذوق

(1854-1789ء)

- نام شیخ محمد ابراہیم، تخلص ذوق اور خطاب خاقانی ہند تھا۔
- ذوق 11 ذوالحجہ 1204ھ مطابق 1789 میں دہلی میں پیدا ہوئے۔
- ذوق کا انتقال 1854 میں ہوا۔
- ذوق کے والد کا نام شیخ محمد رمضان تھا جو ایک غریب سپاہی تھے۔
- ذوق کی ابتدائی تعلیم حافظ غلام رسول کے مکتب میں ہوئی۔
- ذوق نے درسیات کی تکمیل مولوی عبدالرزاق سے کی۔
- ذوق شاہ عبدالعزیز دہلوی کی خدمت میں بھی طالب علم کی حیثیت سے حاضر ہوتے تھے۔
- ذوق علم نجوم، علم ہیئت، علم طب، علم منطق، علم فلسفہ، علم فقہ، علم تصوف، علم تفسیر، علم حدیث، علم تاریخ، علم موسیقی سے گہری واقفیت رکھتے تھے۔
- ذوق کے پہلے استاد حافظ غلام رسول شاعر بھی تھے اور شوق تخلص کرتے تھے۔ ان کے یہاں شعروشاعری کا اکثر چرچا رہتا تھا اس سے متاثر ہو کر ذوق نے کم عمری ہی میں شاعری شروع کی اور حافظ غلام رسول شوق سے اپنے کلام پر اصلاح لی اور استاد ہی کے تخلص شوق کی مناسبت سے ذوق تخلص اختیار کیا۔
- شوق کے بعد ذوق نے استاد سخن شاہ نصیر دہلوی سے مشورۂ سخن کیا۔
- ذوق کی رسائی شہزادہ ولی عہد مرزا ابوظفر کے دربار تک انیس برس کی عمر میں ذوق کے بچپن کے دوست میر کاظم حسین بے قرار کے ذریعے ہوئی۔ (مقدمہ انتخاب کلام ذوق ص 8، از تنویر احمد علوی)
- ظفر نے ذوق کی شاگردی اختیار کر کے چار روپے مہینہ تنخواہ مقرر کی تھی۔
- ظفر ذوق سے پہلے شاہ نصیر سے مشورہ سخن کرتے تھے اور ذوق کے بعد غالب سے۔ (نیٹ-جون 2019)
- آزاد کی روایت کے مطابق انیس برس کی عمر میں ذوق کے ایک قصیدے پر جس کا مطلع تھا:

جبکہ سرطان واسد مہر کا ٹھہرا مسکن
آب و ایلولہ ہوئے نشو و نمائے گلشن

اور جس میں طرح طرح کی صنعتوں کے علاوہ اٹھارہ (18) زبانوں میں 18 شعر تھے اکبر شاہ ثانی نے

ذوق کو خاقانیٔ ہند کا خطاب عطا کیا تھا۔ (اردو میں قصیدہ نگاری، ص 159 از ابو محمد سحر)

- بہادر شاہ ظفر نے تخت نشیں ہونے کے بعد ذوق کو سلطنت کا ملک الشعرا مقرر کیا اور تنخواہ چار روپے سے بڑھا کر سو روپے کر دی۔
- ذوق کبھی دہلی سے باہر نہیں گئے۔ وہ ہمیشہ بہادر شاہ ظفر کے دربار سے وابستہ رہے۔
- حیدر آباد کے دیوان مہاراجہ چندو لال شاداں نے شہرت سن کے ذوق کو حیدر آباد بلایا مگر ذوق نہیں گئے اور یہ جواب دیا:

گرچہ ہے ملکِ دکن میں ان دنوں قدر سخن
کون جائے ذوق پر دلی کی گلیاں چھوڑ کر

- ذوق کا کلام دہلی کے روزمرہ اور محاورے کے لیے سند گردانا جاتا تھا۔
- ذوق اور غالب کے درمیان معاصرانہ چشمک رہی ہے۔
- 1852 میں غالب نے شہزادہ جواں بخت کی شادی کے موقعے پر ملکہ زینت محل کی فرمائش سے ایک سہرا لکھا اور مقطع میں تعلّی کے طور پر یہ کہا:

ہم سخن فہم ہیں غالب کے طرف دار نہیں
دیکھیں کہہ دے کوئی اس سہرے سے بڑھ کر سہرا

اس پر ذوق نے بھی جواباً ایک سہرا کہا جس کا ایک شعر یہ ہے:

جن کو دعوائے سخن ہو یہ سنا دو ان کو
دیکھو اس طرح سے کہتے ہیں سخن ور سہرا

- مرزا الٰہی بخش خاں معروف بھی ذوق سے مشورۂ سخن کرتے تھے۔
- ذوق کو خان بہادر کا بھی خطاب ملا تھا۔
- ذوق نے مختلف علوم وفنون کی اصطلاحات کو بڑی خوبی کے ساتھ اپنے قصائد میں برتا ہے۔

ذوق کے کارنامے

- سوائے ایک قصیدے کے جو ایک بزرگ سید عاشق نہال چشتی کی مدح میں ہے۔ ان کے تمام قصیدے اکبر شاہ ثانی اور ابو ظفر بہادر شاہ کی مدح میں ہیں۔
- ذوق کے قصائد کی تعداد کے متعلق آزاد کا قول ہے کہ اگر جمع ہوتے تو خاقانیٔ ہند کے قصائد خاقانی شروانی سے دوچند ہوتے۔

- قصائد ذوق مرتبہ ڈاکٹر سر شاہ محمد سلیمان کے مطابق ذوق کے قصائد کی کل تعداد تیس (30) ہے

ذوق کے متعلق مختلف آراو خیالات

- ذوق کو آزاد نے اردو نظم کا خاتم قرار دیا ہے۔
- نظم اردو کی نقاشی میں مرزا موصوف (یعنی سودا) نے قصیدے پر دستکاری کا حق ادا کر دیا۔ ان کے بعد شیخ مرحوم (ذوق) کے سوا کسی نے اس پر قلم نہیں اٹھایا اور انھوں نے مرقع کو ایسی اونچی محراب پر سجایا کہ جہاں کسی کا ہاتھ نہیں پہنچا۔ (محمد حسین آزاد)
- انوری، ظہیر، ظہوری، نظیری، عرفی فارسی، آسمان پر بجلی ہو کر چمکتے ہیں۔ لیکن ان کے قصیدوں نے اپنی کڑک دمک سے ہندی کی زمین کو آسمان کر دکھایا۔ (محمد حسین آزاد)
- قصیدہ گوئی میں ذوق کا پایہ بہت بلند ہے۔ سودا کے بعد اس صنف شاعری کے معیار کو قائم رکھنے میں انھوں نے بڑی قابلیت سے کام لیا۔ (ڈاکٹر اعجاز حسین)
- مرزا رفیع سودا کے بعد قصیدہ گوئی میں شیخ ابراہیم ذوق کا نمبر ہے مگر ان دونوں شاعران نامی میں پہاڑ اور ٹیلے کا فرق ہے۔ (امداد امام اثر)
- غزل اور قصائد سے دفتر دفتر ہے اور ہر شعر انتخاب (صاحب آثار الصنادید سرسید احمد خان)
- مشق سخن وری اس درجہ کو پہنچی ہوئی ہے کہ کوئی بات اس صاحب سخن کی پیرایۂ بیان سے معرانہ ہوگی۔ (سرسید احمد خان)
- آمد مضامین برجستہ کی اس قدر اس کو حاصل ہے کہ کسی شاعر کو آج تک نہیں ہوئی ہے۔" (مولوی کریم الدین)
- کوئی شاعر جس نے قصیدے میں کمال بہم نہیں پہنچایا وہ مسلم الثبوت نہیں سمجھا گیا۔ خود مرزا غالب کا قول تھا کہ جو قصیدہ نہیں لکھ سکتا اس کو شعرا میں شمار نہیں کرنا چاہیے اور اس بنا پر وہ شیخ محمد ابراہیم ذوق کو پورا شاعر اور شاہ نصیر کو ادھورا شاعر جانتے تھے۔ (الطاف حسین حالی)
- اس زمانہ میں خصوصاً دہلی میں کوئی ان کے مقابلہ کا نہیں ہے۔ اکثر مشاعروں میں اس کی آتش زبانی کے آگے دوسرے شعرا مثل خس و خاشاک کے جلتے ہیں اور اس کے الفاظ برجستہ کے رشک سے جب کہ وہ محفل مشاعرہ میں غزل پڑھتا ہے شرمندہ ہو کر بے تابانہ کف افسوس ملتے ہیں۔ (امام بخش صہبائی)
- اس قدر جامعیت کہ فصاحتِ عبارت اور متانتِ ترکیب اور تازگی طرز ادا اور جدت معنی اور